ہندوستان میں علماء و محدثین کی دینی خدمات

—————— مولانا غازی عزیر

برصغیر پاک و ہند میں محدثین اور علم حدیث کی اشاعت کے موضوع پر بہت سے علماء اور محققین نے زورِ قلم صرف کیا ہے لیکن اس سلسلہ میں اکثر معلومات ناقص ہیں۔ عام طور پر یہ باور کیا جاتا ہے کہ پہلی چھ صدیوں تک بلادِ ہند میں حدیث کی تعلیم و تدریس، روایت حدیث اور محدثین نیز ان کی تصانیف کا سرے سے کوئی وجود نہیں تھا۔ جن لوگوں نے اس سے قبل محدثین کے وجود کو تسلیم کیا ہے وہ بھی یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ اگرچہ فن حدیث ہندوستان میں چھٹی صدی ہجری سے قبل موجود تھا لیکن اس فن میں علمائے وقت کو کوئی قابلِ لحاظ مقام و مرتبہ حاصل نہ تھا۔ بعض علماء نے تو ہندوستان میں علم حدیث کی آمد کو دسویں صدی ہجری کا واقعہ بتایا ہے، چنانچہ علامہ زاہد کوثری حنفی کے حوالہ سے استاذ محمد ابوزہرہ مصری اپنی کتاب "الحدیث والمحدثون" میں لکھتے ہیں:

> "برصغیر پاک و ہند کے رہنے والوں نے حدیث نبوی کے سلسلہ میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ دسویں صدی ہجری سے قبل یہ لوگ علوم نظریہ اور فقہی احکام میں منہمک رہتے تھے۔ اسی وقت سے یہ لوگ حدیث نبوی اس کے علوم کی درس و تدریس، نقد اسانید کو بڑی اہمیت کی نگاہ سے دیکھنے لگے [1]"

---

[1] تاریخ حدیث و محدثین (اردو ترجمہ الحدیث والمحدثون) از غلام احمد حریری ص۵۸۸ طبع لاہور

اس ناقص تحقیق سے بلادِ ہند کی دینی و علمی تاریخ میں بڑا خلا محسوس ہوتا ہے۔ دراصل اس غلط فہمی کا بڑا سبب خاطر خواہ تتبع و تحقیق کا فقدان ہے۔ پھر جس طرح کہ فقہائے ماوراء النہر کی تصانیف نے ائمہ احناف کی امہات الکتب کو پیچھے ڈھکیل دیا تھا اسی طرح اولین دور کے ان محدثین اور علماء کے علمی کارناموں (یعنی تصانیف، مدارس اور تلامذہ وغیرہ) کو بھی ہمارے علمائے عجم کے فکری سیلان اور ان کے شیوع و رواج نے اس بری طرح بہا ڈالا کہ اس دور کی تاریخ کے صفحات بالکل کورے نظر آتے ہیں۔

پیشِ نظر مضمون میں اقالیم ہند و سندھ میں علم حدیث کے فروغ کے لیے کی جانے والی ابتدائی چند صدیوں کی تاریخ کا ایک خاکہ پیش کیا جا رہا ہے جو ہندوستان میں علم حدیث کا عہد زریں کہلائے جانے کا مستحق ہے۔

ہماری تحقیق کے مطابق برصغیر کے چند علاقے پہلی صدی ہجری کی ابتدا ہی میں علم حدیث اور اخبرنا و حدثنا کے جانفزا کلمات سے باقاعدہ آشنا ہو گئے تھے۔ پہلی جماعت جس نے اپنے قول و عمل سے باشندگان ہند کو علم حدیث سے روشناس کرایا وہ ان صحابۂ کرام پر مشتمل تھی جو عہد عمر فاروقؓ سے عہد یزید (یعنی ۱۵ھ تا ۶۴ھ) تک مختلف اوقات و مواقع پر ہندوستان تشریف لائے۔ یہ جماعت ان نفوس قدسیہ پر مشتمل تھی جو برصغیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کے اولین مبلغ، آپؐ کے ارشادات گرامی کے پہلے داعی، اپنی ذات میں آں صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ و عمل کے آفتاب جہاں تاب کی کرنوں کے آئینہ دار، اپنے اعلیٰ اخلاق، اعمال، عادات، اطوار، کردار اور معاملات وغیرہ کے باعث اپنے مخاطب ہندوستانیوں کو بہت جلد متاثر کرنے والے تھے۔ ان کی آمد سے ہی اس دیار کفر میں کتاب اللہ اور سنت رسول بالخصوص فرائض، سنن، احکام، حلال و حرام اور اس دور کے رواج و مزاج کے مطابق حسب موقع اور حسب ضرورت احادیث و آثار کا چرچا ہوا۔ پھر جب باقاعدہ احادیث کی تدوین کا سلسلہ شروع ہوا تو یہاں انہی حضرات سے احادیث و آثار کی روایت کا سلسلہ بھی چلا۔ خلافت راشدہ کے دوران ہندوستان تشریف لانے والے صحابہ کرام کے متعلق حافظ ابن کثیرؒ تحریر فرماتے ہیں:

> "سندھ میں محمد بن قاسم کی فتوحات سے پہلے حضرات عمر اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانوں میں صحابہ نے ان اطراف کے اکثر علاقے فتح کر لئے تھے۔ وہ شام، مصر، عراق، یمن اور اوائل ترکستان کے وسیع و عریض اقالیم میں پہنچے اور

علاقہ ماوراءالنہر، اوائل بلاد مغرب وافریقہ اور اوائل بلادِ ہند میں بھی داخل ہوئے۔" [1]

اسی طرح ڈاکٹر این میری شمل "شہپر جبریل" (GABRIEL'S WINGS) میں لکھتی ہیں:

" خلیفۂ ثانی حضرت عمرؓ کے زمانے میں مسلمان عساکر نے سندھ اور گجرات کے بعض حصوں پر قبضہ کر لیا تھا اور بعد کے خلفاء کے عہد تک یہ تسلط برقرار رہا" [2]

چونکہ خلافتِ راشدہ اور اموی دور خلافت میں سندھ، مکران اور سجستان کی فتوحات فارس کی مہمات میں شامل تھیں اور انہی راستوں سے غازیان اسلام بلادِ ہند کی طرف آئے لہذا اوپر بلادِ ہند سے مراد سندھ، مکران، سجستان اور بلوچستان وغیرہ کے علاقے ہیں جو کہ اقلیم فارس سے متصل ہیں۔

بعض محققین بیان کرتے ہیں کہ برصغیر کی سرزمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پچیس[25] صحابہ کرام کے ورود مسعود سے بہرہ ور ہوئی جن میں سے بارہ[12] حضرت عمر بن الخطاب کے عہد خلافت میں، پانچ حضرت عثمان بن عفانؓ کے عہد میں، تین[3] حضرت علی بن ابی طالبؓ کے دور میں، چار حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے عہد میں اور ایک یزید بن معاویہ کے عہد میں تشریف لائے تھے۔ ان صحابہ کے علاوہ مختلف اوقات میں بلادِ عرب سے اقالیم ہند میں متعدد تابعین و تبع تابعین آتے رہے جن کا شب و روز کا مشغلہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج و اشاعت تھا۔ یہ باشندگانِ ہند کو دین فطرت کے تہذیبی و ثقافتی دائرہ میں شامل کرتے اور ان کو ان پاکیزہ اخلاق و کردار اور تعلیم و شائستگی کی اعلیٰ اقدار سے بہرہ مند کرنے کی سعی کرتے رہے جن کو اسلام میں اساس کی حیثیت حاصل ہے۔ غرض اس مقصد کے لیے بلادِ عرب سے ہندوستان تشریف لانے والے تابعین کی تعداد تقریباً سینتیس اور تبع تابعین کی تعداد تقریباً پندرہ[15] بیان کی جاتی ہے۔ ہندوستان تشریف لانے والے تمام صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے اصل اعداد و شمار یقیناً اس تعداد سے کہیں زیادہ ہوں گے۔ یہ مختصر مضمون ان تمام نفوسِ قدسیہ کے تفصیلی تذکرہ کا متحمل ہرگز نہیں ہو سکتا، ذیل میں ہندوستان کو اپنے وجود مسعود سے رونق بخشنے والے صحابہ و تابعین کرام میں سے چند کے

---

[1] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ج ۹ ص ۸۳ و معرفۃ الرجال ص ۲۳۴

[2] شہپر جبریل مترجم ڈاکٹر محمد ریاض ص ۱۴/۲۹۷

مختصر حالات پیش خدمت ہیں :

(۱) والی بحرین و عمان حضرت عثمان بن ابی العاص الثقفی رضؓ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو طائف کا امیر بنایا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے پورے عہد خلافت میں اور حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے ابتدائی دور میں آپؓ کو طائف کی امارت پر برقرار رکھا، بعد میں بحرین و عمان کی ولایت کی ذمہ داری آپؓ کو سونپ دی گئی تھی۔ آپؓ ایک عظیم مجاہد تھے۔ علامہ ابن حزم الظاہریؒ فرماتے ہیں :

"عثمان بن ابی العاصؓ اپنے بھائیوں میں بہترین صحابی رسول ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں طائف کا امیر مقرر فرمایا تھا۔ انھوں نے ہندوستان کے تین شہروں میں جہاد کیا ہے۔"

حضرت عثمان بن ابی العاص الثقفیؓ سے ان کے بھتیجے یزید بن الحکم بن ابی العاص، ان کے مولیٰ حکم، سعید بن المسیب، موسیٰ بن طلحہ، نافع بن جبیر بن مطعم، ابو العلاء بن الشخیر اور مطرف بن الشخیر وغیرہ نے حدیث کی روایت کی ہے۔ حافظ ابن عبد البرؒ کا قول ہے کہ "ان سے اہل مدینہ اور اہل بصرہ نے حدیث کی روایت کی ہے" امام احمد بن حنبلؒ نے حسن بصریؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ،

"میں نے عثمان بن ابی العاصؓ سے افضل کسی کو نہیں پایا۔ ہم لوگ ان کے مکان پر جاکر ان سے حدیث کی روایت کرتے تھے" [۱]

(۲) حضرت حکم بن ابی العاص الثقفی رضؓ

مشہور مورخ احمد بن یحییٰ البلاذری بیان کرتے ہیں کہ "عہد فاروقی ۱۵ھ میں والی بحرین و عمان حضرت عثمان بن ابی العاص الثقفیؓ نے اپنے بھائی حکم بن ابی العاص الثقفیؒ کو گجرات کے شہر بھڑوچ کی مہم پر روانہ کیا تھا چنانچہ یہ مقام اسلام کے زیر نگیں آگیا تھا" [۲] پھر ۲۳ھ میں حکم بن ابی العاصؓ کی سرکردگی ہی میں مکران کا علاقہ بھی فتح ہوا [۳]

حکم بن ابن العاص الثقفیؓ کو امام ابن حبانؒ اور حافظ ابن عبد البرؒ وغیرہ نے بصرہ کے

---

[۱] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو تقریب التہذیب لابن حجر ج ۲ ص ۱۰، تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۷ ص ۱۲۸، معرفۃ الثقات للعجلی ج ۲ ص ۱۲۹، الاصابہ لابن حجر عسقلانی ج ۲ ص ۴۵۳، الاستیعاب فی اسماء الصحابہ للقرطبی المالکی علی ہوامش الاصابہ ج ۳ ص ۹۰ [۲] فتوح البلدان للبلاذری ص ۴۳۵ [۳] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ج ۶ ص ۱۴۱

علمائے محدثین میں شمار کیا ہے لیکن بعض علماء نے ان سے مروی احادیث کو مرسل بتایا ہے چنانچہ عجلیؒ نے انھیں "ثقہ تابعی لکھا ہے جب کہ ابن سعد، ابوحاتم اور ابن حجر رحمہم اللہ نے ان کے متعلق صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانے کی صراحت کی ہے۔ ان سے حدیث روایت کرنے والوں میں معاویہ بن قرۃ کا نام قابلِ ذکر ہے[1]

(۳) حضرت مغیرہ بن ابی العاص الثقفی رضؓ

آپؓ بھی حضرت عثمان بن ابی العاص الثقفیؓ کے بھائی تھے۔ عہد فاروقی میں والیٔ بحرین و عمان حضرت عثمان بن ابی العاص الثقفیؓ نے آپؓ کو سندھ کے شہر دیبل پر لشکر کشی کے لیے روانہ کیا تھا۔ حضرت مغیرہؓ نے اس معرکہ میں فتح پائی تھی[2]

(۴) حضرت حکم بن عمرو الثعلبیؓ

آپ کے متعلق مورخین نے کئی فتوحات کا ذکر کیا ہے۔ حضرت حکم الثعلبیؓ رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ صحابی تھے جنھوں نے حضرت عمرؓ کے عہد خلافت (یعنی ۲۳ھ) میں مکران کا محاصرہ کیا اور وہاں کے راجا کو شکست فاش دی۔ ابوحاجب سوادہ بن العاصم، ابوالشعثا ولجہ بن القیس، جابر بن زیدان فردی اور عبداللہ بن الصامت وغیرہ نے آپؓ سے حدیث کی روایت کی ہے[3]

(۵) حضرت صحار بن عباس العبدیؓ

حضرت صحارؓ نے عہد فاروقی (یعنی ۲۳ھ) میں حضرت حکم بن عمرو الثعلبیؓ کی امارت میں مکران کے محاصرہ اور جنگ میں شرکت کی تھی۔ آپ ہی وہ صحابیٔ رسول تھے جنھیں حضرت حکم بن عمرو الثعلبیؓ نے حضرت عمر بن الخطابؓ کے پاس فتح مکران کی خوش خبری اور حاصل شدہ مال غنیمت

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھئے: معرفۃ الثقات للعجلی ج ۱ ص۳۱۲ الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۳ ص۱۲۰، تجرید اسماء الصحابہ للذھبی ج ۱ ص۱۳۵ اصابہ لابن حجر ج ۱ ص۳۴۴، استیعاب للقرطبی ج ۱ ص۳۱۵ تاریخ الکبیر للبخاری، البدایہ والنہایۃ، فتوح البلدان [2] ملاحظہ ہو فتوح البلدان للبلاذری ص۴۳۸ [3] اصابہ لابن حجر ج ۱ ص۳۴۶ تاریخ الطبری ج ۴ ص۱۸۱

لے کر روانہ کیا تھا۔

محمد بن اسحاق الندیم اپنی "فہرست" میں فرماتے ہیں کہ "صحار العبدیؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دو یا تین حدیثیں روایت کی ہیں۔ ایام معاویہ میں ان کا شمار خطباء اور نسابین میں ہوا کرتا تھا" آپ سے حدیث کی روایت کرنے والوں میں منصور بن منصور اور ان کے دو صاحبزادے (جعفر بن الصحار العبدی اور عبدالرحمن بن الصحار العبدی) ہیں۔[1]

(۶) حضرت عبداللہ بن عمیر الاشجعیؓ

حضرت ابن عمیر الاشجعیؓ بھی عہد فاروقی یعنی ۲۳ھ میں مکران، فارس اور سجستان کے معرکوں میں شریک تھے اور آپ نے شاندار خدمات انجام دی تھیں۔ سجستان سے متصل علاقۂ سندھ میں بھی آپ کی فوجی سرگرمیوں کی شہادت ملتی ہے۔ ابن الوقدان نے آپ سے حدیث کی روایت کی ہے۔ ابن مندہؒ اور ابن ابی حاتمؒ وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن عمیر اشجعیؓ کی مروی احادیث کی تخریج کی ہے۔[2]

(۷) حضرت سہل بن عدی بن مالک بن حرام الخزرجیؓ

حضرت عمر بن الخطابؓ نے آپؓ کو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس بصرہ اس فرمان کے ساتھ بھیجا تھا کہ وہ آپ کو ہندوستان کے جہاد پر روانہ کریں، چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے حضرت سہل بن عدیؓ کو کرمان کی مہم پر روانہ کیا۔ کرمان آپ کے ہاتھوں فتح ہوا۔[3]

(۸) حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان الامویؓ

عہد فاروقی میں حضرت سہل بن عدیؓ کی امارت میں آپؓ نے کرمان کے معرکہ میں جہاد کیا تھا۔ ابوالشیخؒ نے آپ کا تذکرہ اپنی تاریخ میں کیا ہے۔[4]

---

[1] اصابہ لابن حجر ج ۲ ص ۱۷۰-۱۷۱، استیعاب للقرطبی ج ۲ ص ۱۹۳ فہرست لابن ندیم وغیرہ

[2] اصابہ لابن حجر ج ۲ ص ۳۴۶، استیعاب للقرطبی ج ۲ ص ۳۵۳

[3] اصابہ لابن حجر ج ۲ ص ۸۸ [4] ایضاً ج ۲ ص ۳۴۸ / ۳۰۰

(۹) حضرت عاصم بن عمرو التمیمی

حضرت عمرؓ نے آپؓ کو حضرت سہل بن عدیؓ کے ساتھ سجستان کے معرکہ پر روانہ کیا تھا۔ اس مہم میں آپ نے خوب دادِ شجاعت پیش کی۔ محدثین کے نزدیک آپ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پانا اور آں صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت حدیث درست نہیں ہے[1]

(۱۰) حضرت ربیع بن زیاد الحارثیؓ

امام بخاریؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن حبانؒ وغیرہ نے آپ کو تابعین میں شمار کیا ہے لیکن بعض کے نزدیک آپ کو شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عامر نے ۲۹ھ میں آپ کو سجستان کی مہم کے لیے امیر مقرر کیا تھا اور یہ علاقہ آپ کی سرکردگی میں فتح ہوا تھا۔ عبداللہ بن ابی بکرہ نے انھیں خراسان و بلخ کا والی مقرر کر کے بھیجا تو یہ علاقے بھی آپ کے ہاتھوں ہی فتح ہوئے۔ سندھ کی قدیم ترین عربی تاریخ "چچ نامہ" اور "المبرد فی الکامل" میں مذکور ہے کہ "امیر بصرہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے ان کو مکران و کرمان کے شہسواروں کا امیر مقرر فرمایا تھا" آپؓ سے کوئی مسند حدیث مروی نہیں ہے۔ آپؓ نے فقط حضرت عمر بن الخطابؓ سے حدیث کی روایت کی ہے۔ ابن حبیب اور ابن کلبی وغیرہ نے آپ کا تذکرہ کیا ہے۔ مطرف بن الشیخہ اور حفصہ بنت سیرین نے آپ سے حدیث کی روایت کی ہے[2]

(۱۱) حضرت عبیداللہ بن معمر بن عثمان التیمی القرشیؓ

آپؓ کو حضرت عثمان نے ۲۹ھ میں مکران کی مہم پر روانہ فرمایا تھا۔ علامہ قرطبی مالکیؒ فرماتے ہیں کہ "حضرت عبیداللہ بن معمر نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ کی معیت میں فتح کابل وغیرہ میں شرکت کی تھی۔ آپ صاحب ثغرہ (گندھا) تھے"۔ لڑکپن میں آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا

---

[1] اصابہ لابن حجر ج ۱ ص ۲۳۸ استیعاب ج ۳ ص ۱۳۵ [2] تفصیل کے لیے دیکھیے: چچ نامہ ص ۴۳، اصابہ ج ۱ ص ۴۹۲، استیعاب ج ۱ ص ۵۰۳، تقریب التہذیب ج ۱ ص ۲۴۴ مبرد فی الکامل، ثقات لابن حبانؒ الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم اور تاریخ الکبیر وغیرہ۔

اور صحبت نبوی پائی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرت عمرؓ، عثمان اور طلحہ رضی اللہ عنہم سے آپ نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ کے مشہور تلامذہ میں عروہ بن الزبیرؒ، ابن سیرینؒ اور آپ کے فرزند عمر بن عبید اللہ بن معمر وغیرہ شامل ہیں۔ ابو عاصمؒ، بغویؒ اور ابن مندہ وغیرہ نے آپ سے مروی حدیث کی تخریج کی ہے۔ ابن مندہ کا قول ہے کہ:

"علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ حضرت عبید اللہ بن معمرؓ نے صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پائی تھی یا نہیں۔"[1]

(۱۲) حضرت مجاشع بن سعود بن ثعلبہ السلمیؓ

آپؓ نے ۳۱ھ میں قفس اور کرمان کے علاقوں کو فتح کیا۔ جب دشمن کی ہزیمت خوردہ افواج کے مکران میں جمع ہونے کی خبر آپ تک پہنچی تو حضرت مجاشع نے مکران پر حملہ کر کے اسے بھی زیر کیا تھا۔ دولابی نے بیان کیا ہے کہ

"حضرت مجاشع نے بلاد ہند میں کابل وغیرہ کے معرکوں میں حصہ لیا اور ان علاقوں کو زیر کیا تھا، آپ وہاں کے مندروں میں داخل ہوئے اور بڑے بت کی آنکھوں میں سے جواہرات نکال لئے۔"

بعض مورخین یہ بتاتے ہیں کہ "آپ نے وہ جواہرات لئے نہیں تھے بلکہ وہاں کے لوگوں کو یہ تعلیم دینے کے لیے بت کی آنکھوں سے نکالے تھے کہ یہ بت نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ کسی کو نقصان۔" امام بخاری وغیرہ کا قول ہے کہ حضرت مجاشع کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پانے کا شرف حاصل ہے۔ صحیحین میں آپ کی مرویات موجود ہیں۔ ابو ساسان الرقاشی، حصین بن المنذر، یحیی بن اسحاق، ابو عثمان النہدی، کلیب بن شہاب اور عبد الملک بن عمیر وغیرہ نے آپ سے احادیث کی روایت کی ہے۔[2]

(۱۳) حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ بن حبیب العبشمی القرشی

امام بخاریؒ نے حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہؓ کے متعلق صحبت نبویؐ پانے کی صراحت کی ہے۔

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے اصابہ ج ۲ ص ۴۳۲، استیعاب ج ۲ ص ۴۲۵-۴۲۶ تاریخ الکبیر للبخاری اور الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم وغیرہ۔

[2] تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: تقریب التہذیب لابن حجر ج ۲ ص ۲۲۹، اصابہ ج ۳ ص ۳۴۲، استیعاب ج ۳ ص ۴۹۹

آپ نے یوم الفتح کو اسلام قبول کیا اور غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک جہاد ہوئے۔ یہ وہ صحابیٔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنھوں نے عہد عثمانی میں سجستان، زابلستان، رخج، کابل، داور، سندھ اور مکران کی بعض مہمات میں مجاہدانہ سرگرمیاں دکھائی تھیں۔ ابن سعدؒ بیان کرتے ہیں کہ "عبداللہ بن عامر نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ کو سجستان، خراسان اور کابل وغیرہ کی جنگوں کے لیے امیر مقرر کیا تھا۔ ان مہموں میں آپ کے ساتھ حسن بن ابی الحسن، مہلب بن ابی صفرہ اور قطری بن الفجارۃ وغیرہ شریک تھے۔ یہ علاقے آپ کی سرکردگی میں فتح ہوئے۔ آپ سے حدیث کی روایت کرنے والوں میں عبداللہ بن عباس، قتاب بن عمیر، حصان بن کاھل، سعید بن المسیب، محمد بن سیرین، حسن بصری، ابولبید اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ وغیرہ جیسے نامور تابعین شامل ہیں[1]۔

(۱۴) حضرت سنان بن سلمہ المحنبق الہذلیؓ

حضرت سنانؓ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیت کا شرف حاصل ہے مگر سماع کا نہیں ہے۔ آپ نے حضرت عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عباس اور اپنے والد سلمہ بن المحنبقؓ سے مرسل احادیث روایت کی ہیں۔ عجلیؒ نے انھیں "بصرہ کا ثقہ تابعی" بتایا ہے۔ پہلی بار ۴۲ھ میں بسلسلہ جہاد بلاد سندھ تشریف لائے پھر جب امیر معاویہؓ نے انھیں زیاد کے پاس ہندوستان کی فتوحات میں شرکت کے لیے بھیجا تو زیاد نے حضرت سنان بن سلمہ کو ۵۰ھ میں ہندوستان کی مہمات کے لیے امیر بنا کر بھیجا۔ آپ نے سندھ کے علاقہ میں بہت سی فتوحات کیں۔ سلمہ بن جنادہ، معاذ بن سعوہ اور ابوعبدالصمد جبیب نے آپ سے حدیث کی روایت کی ہے۔ حضرت سنان سے قتادہ کی احادیث مدلس ہیں۔ ابن شاہینؒ نے سلمہ بن جنادہ کی روایت سے ان کی حدیثیں وارد کی ہیں۔ حضرت سنان کا انتقال حجاج کی امارت کے اواخر میں ہوا تھا[2]۔

(۱۵) حضرت منذر بن جارود العبدیؓ

ہندوستان کی فتوحات کے سلسلہ میں حضرت منذرؓ کو "ثغر قندابیل" یعنی موجودہ

---

[1] تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو: اصابہ ج ۲ ص ۳۹۳، استیعاب ج ۲ ص ۳۹۴ تاریخ الکبیر للبخاری اور طبقات الکبریٰ لابن سعد وغیرہ [2] تفصیلات کے لیے دیکھئے، تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۳۳۴، اصابہ لابن حجر ج ۲ ص ۱۳۰ تحفۃ اللطیفہ للسخاوی ج ۲ ص ۱۹۵، تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۴ ص ۲۴۱، معرفۃ الثقات للعجلی ج ۱ ص ۴۳۸، استیعاب للقرطبی ج ۲ ص ۸۰ ۳۰۳

"گندا"، اور "بلوچستان" کے علاقوں کا امیر بنا کر بھیجا گیا تھا۔ اسی سال آپ نے وفات پائی اور وہیں مدفون ہو کر ارضِ ہند کو ایک صحابی رسول کی امین ہونے کا شرف بخشا۔[۱]

(۱۶) حضرت عمرو بن عثمان بن سعد التیمیؓ

آپ سندھ و مکران کی فتوحات کے سلسلہ میں ہندوستان تشریف لائے تھے۔[۲]

(۱۷) حضرت خریت بن راشد الناجیؓ

آپ کو عبد اللہ بن عامر نے سندھ، مکران اور بلاد فارس کی فتوحات و امارت کے لیے مامور کیا تھا۔[۳]

(۱۸) حضرت تمیم الداریؓ

آپ سنہ ۹ھ میں مسلمان ہوئے تھے۔ آپ کے متعلق ایک زبان زد روایت یہ ہے کہ آپ جنوبی ہند میں فتوحات کے پیش نظر نہیں بلکہ تبلیغ اور اشاعتِ اسلام کی غرض سے تشریف لائے تھے اور وہیں انتقال فرمایا۔ مدارس کے نواحی ساحل "کوڑلم" پر آج بھی ان کی قبر ان کے ورود مسعود کی شہادت دینے کے لیے موجود ہے۔ بعض لوگ حضرت تمیم الداریؓ کو صحابی رسول اور بعض تابعی بتاتے ہیں۔ مولانا قاضی اطہر مبارکپوری صاحب نے حضرت تمیم الداریؓ کو صحابی رسول کی حیثیت سے شمار کیا ہے[۴] لیکن کتب اسماء الصحابہ میں ان بزرگ کا ترجمہ راقم کو کہیں نہ مل سکا۔ البتہ ایک اور مشہور صحابی رسول جن کا نام بھی حضرت تمیم الداریؓ ہے کے متعلق متداول کتب میں مذکور ہے کہ انھوں نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد بیت المقدس میں سکونت اختیار کر لی تھی جامع ترمذی وغیرہ میں ان کی مرویات موجود ہیں۔[۵]

---

[۱] ملاحظہ ہو اصابہ ج ۳ ص ۴۳۹، استیعاب ج ۳ ص ۱۴۴ [۲] ملاحظہ ہو: اصابہ ج ۳ ص ۲، استیعاب ج ۲ ص ۴۹۱ [۳] ملاحظہ ہو، اصابہ ج ۱ ص ۴۲۳ استیعاب ج ۱ ص ۴۵۳-۴۵۴ [۴] خلافت راشدہ اور ہندوستان۔ مصنف قاضی اطہر مبارکپوری ص ۴۴ ندوۃ المصنفین دہلی سنہ ۱۹۷۲ [۵] ملاحظہ ہو اصابہ ج ۱ ص ۱۹۱ استیعاب ج ۱ ص ۱۸۶ التقریب التہذیب ج ۱ ص ۱۱۳ ۴۰۲

واضح رہے کہ سرزمین سندھ وہند کو شرف قدم بوسی بخشنے والے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل تعداد ان سے کہیں زیادہ ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے، پھر جن صحابہ نے مکران، نھرج، صیال پایا، دیبل، بلوچستان، سندھ، گندا، زابلستان، رخج، کابل، داور، سجستان اور کرمان وغیرہ کی متعدد بار ہونے والی فتوحات میں حصہ لیا ان کے تلامذہ یعنی تابعین اور تبع تابعین کی ایک کثیر تعداد بھی ان کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائی، جن سب کا تذکرہ اس مختصر مضمون میں تو ممکن نہیں البتہ ان میں سے چند مشہور تابعین کا ذکر خیر ذیل میں پیش خدمت ہے۔

۱۔ اس سعید جماعت کے ایک بزرگ مشہور تابعی **سعد بن ہشام بن عامر انصاری المدنی** تھے جو حضرت انس رض کے چچازاد بھائی تھے ان کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض، حضرت انس بن مالک رض، حضرت عبداللہ بن عباس رض، حضرت ابوہریرہ رض، حضرت سمرہ بن جندب رض اور حضرت ہشام بن عامر انصاری رض وغیرہ جیسے جلیل القدر اصحاب رسول سے سماع حدیث کا شرف حاصل تھا۔ جن حضرات نے آپ کے حلقہ درس حدیث میں شمولیت کی ان میں حسن بصری رح، حمید بن ہلال رح، زرارہ بن ابی اوفی رح اور حمید بن عبدالرحمن رح وغیرہ کے اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی رح ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ "ثقہ تھے اور محدثین کے طبقۂ سوم سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے ہندوستان میں شہادت پائی تھی[۱]" ایک روایت میں یہ صراحت بھی ہے کہ "سعد بن ہشام نے سرزمین ہند میں حضرت عمر رض کے عہد خلافت میں شہادت پائی تھی۔ امام ابن حبان بیان کرتے ہیں کہ "مکران میں دوران غزوہ جام شہادت نوش فرمایا تھا" امام بخاری رح نے بھی اپنی "تاریخ الکبیر" میں سعد بن ہشام رح کے متعلق لکھا ہے: قُتِلَ فِی اَرضِ مکرانَ عَلیٰ اَحسَنِ حالِہ

یعنی وہ اپنی تمام خوبیوں کے ساتھ مکران میں شہید کئے گئے۔ تفصیل کے لیے ثقات لابن حبان، تاریخ الکبیر للبخاری رح اور تقریب التہذیب لابن حجر عسقلانی رح وغیرہ کی جانب مراجعت مفید ہوگی۔

(۲) مہلب بن ابی صفرہ رض

حضرت امیر معاویہ رض کے عہد خلافت یعنی سنہ ۴۴ھ میں آپ نے سجستان، خراسان اور کابل

---

[۱] ملاحظہ ہو: تقریب التہذیب ج ۱ ص ۲۸۹

کے معرکوں میں حضرت عبدالرحمن بن سمرہ العبشمی رضؓ کے ساتھ مجاہدانہ شرکت کی تھی۔ بلاذری کا قول ہے کہ: "مہلب بن ابی صفرہ نے ۴۴ھ میں ہندوستان کی سرحد پر حملہ کیا اور بنہ اور لاہور تک پہنچا جو ملتان اور کابل کے درمیان ہیں"۔ میاں اخلاق احمد (ایم۔اے) بیان کرتے ہیں کہ "حضرت امیر معاویہؓ کے زمانے میں مہلب بن مغیرہ کی فوجوں نے کابل اور ملتان کے درمیان بعض علاقوں کو فتح کیا اور یہاں کے لوگوں کو اسلام سے روشناس کرایا"[۱] امام ابن حجر عسقلانیؒ بیان فرماتے ہیں: "ثقات امراء میں سے تھے۔ جنگی تکنیک سے بخوبی واقف تھے لہذا آپ کے دشمنوں نے آپ پر کذب کا بہتان لگایا ہے۔ آپ کا تعلق تابعین کے طبقہ دوم سے ہے۔ آپ سے مرسل روایت مروی ہیں"۔[۲]

(۳) قطری بن الفجارۃؒ

آپ کو بھی سجستان، خراسان اور کابل کی فتوحات میں حضرت عبدالرحمن بن سمرہ العبشمیؓ کے ساتھ شرکت کا شرف حاصل ہے۔[۳]

(۴) حسن بن ابی الحسن البصریؒ

آپ کا شمار سادات تابعین میں ہوتا ہے۔ حضرت عثمانؓ کو آپ نے بچشم خود دیکھا اور ان کے خطبہ کو سنا تھا۔ اگرچہ حضرت علیؓ کو بھی آپ نے دیکھا تھا مگر ان سے آپ کا سماع ثابت نہیں ہے۔ احادیث کی روایت میں بکثرت ارسال و تدلیس سے کام لیتے تھے۔ حضرت عبدالرحمن بن سمرہ العبشمیؓ کے ساتھ آپ نے سجستان، خراسان اور کابل وغیرہ کی جنگوں میں ۴۴ھ میں بغرض جہاد شرکت کی تھی۔

---

[۱] دو قدیم صوفی مرتبہ میاں اخلاق احمد ص۴۲ [۲] تقریب التہذیب ج ۲ ص۱۲۸ [۳] اصابہ لابن حجر ج ۳ ص۱۹۱
تفصیل کے لیے ملاحظہ ہوں: جامع التحصیل للعلائی ص۱۳۵، اصابہ لابن حجر ج ۱ ص۱۹۱، تہذیب الکمال للمزی ج ۱ ص۲۵۵، ۲۵۹، تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص۱۶۵، تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج ۱ ص۱۷، تعریف اہل التقدیس لابن حجر ص۱۵
(باقی ص۴۹ پر)

(۵) راشد بن عمرو بن قیس الازدیؒ:

یہ مشہور تابعی بھی بلاد سندو ہند کے بعض معرکوں میں شریک رہے ہیں۔ آپ نے حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں ہر مز بھی فتح کیا تھا۔ مورخ بیان کرتے ہیں کہ "اہالیان سندھ کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے کے لیے راشد بن عمرو الازدی نے بہت جد و جہد کی تھی۔ علاقہ سندھ کے ہی ایک جہاد میں آپ نے شہادت پائی تھی۔"

(٦) حارث بن مرہ العبدیؒ

حارث بن مرہ العبدی بھی ایک مشہور تابعی تھے جو حضرت علیؓ کے شاگرد اور معاون خاص بھی تھے۔ آپ کا تعلق قبیلہ عبد القیس سے تھا۔ ۳۷ھ میں جنگ صفین کے موقع پر حضرت علیؓ کی فوج کے میسرہ پر آپ ہی مقرر تھے۔ ۳۸ھ میں حضرت علیؓ کے حکم سے حدود ہند میں داخل ہوئے اور وہاں اپنی فیاضی، وسعتِ علم اور شجاعت کی اعلیٰ مثال قائم کی۔ ایک روایت کے مطابق حارث بن مرہ العبدی نے حضرت امیر معاویہؓ کے عہد خلافت میں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ معرکہ قلات میں شہادت پائی۔ آپ کبار صحابہ سے ملے تھے اور ان سے علم حدیث حاصل کیا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ "مدرک صحابہ ہیں سے تھے۔"

بعض تابعین کرام حضرت امیر معاویہؓ کے عہد خلافت میں اس وقت ہندوستان تشریف لائے تھے جب ۴۴ھ میں مسلمان افواج ہندوستان کے شمال مغربی علاقوں پر حملہ آور ہوئیں۔

(بقیہ حاشیہ ص ٦٦)

معرفۃ الثقات للعجلی ج ۱ ص ۲۹۳، تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۲ ص ۱۶۳، الجرح والتعدیل ج ۳ ص ۴۱-۴۲، تاریخ یحییٰ بن معین ج ۲ ص ۲۲۹، تاریخ الکبیر للبخاری ج ۲ ص ۲۹، علل لابن مدینی ص ۵۱-۵۳، ھدی ساری لابن حجر ص ۳۹۷، فتح الباری لابن حجر ج ۱ ص ۱۰۹ ج ۲ ص ۲۶۸ ج ۴ ص ۱۹۴ ج ۵ ص ۸۹، ۲۶۱، ۳۰۷ ج ۶ ص ۴۳۶ ج ۹ ص ۲۲۳، ۳۸۲، ۴۰۳ ج ۱۰ ص ۲۶۶ ج ۱۱ ص ۶۹ ج ۱۲ ص ۸۰ ج ۱۳ ص ۶۶، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۳۱، ۵۳۷، ۵۳۸ ج ۴ ص ۴۳۶، ۵۲۰، ٦٠٧ ج ۷ ص ۱۹۱ ج ۸ ص ۱۲۱، ۲۹۷، ۴۸۴ ج ۸ ص ۱۹۹ ج ۹ ص ۱۶۶، نصب الرایہ للزیلعی ج ۱ ص ۲۰، ۴۸، ۵۱، ۸۸ تا ۹۲، سنن الدار قطنی ج ۱ ص ۳۹، ۴۸، ۹۴، ۱۲۷، ۲۰۰، ۲۱۰ ... ج ۲ ص ۲۲۱، ۳۷۲ ... ج ۳ ص ۹۲، ۲۹۶ ج ۱ ص ۱۷۴، ۲۰۵، ۲۰۲، ج ۱ ص ۱۰۲، سنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱ ص ۱۶۸ ج ۵ ص ۳۸۸، ۳۵۲ ج ۶ ص ۲۴۲ ج ۸ ص ۲۰۸ ج ۱۰ ص ۸۱، مستدرک حاکم ج ۱ ص ۱۷ ج ۲ ص ۳۵، ۳۰۷

امیر معاویہؓ کے عہد میں معرکۂ ہندوستان کے متعلق امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: "وقد غزا المسلمون الهند فی ایام معاویة سنة ۴۴ھ"[۱] خیر القرون کے ان مسلمانوں کے پیش نظر ہندوستان پر لشکر کشی کا مقصد جہاں اعلائے کلمۃ اللہ کا جذبہ تھا وہیں غزوۂ ہند کے بارے میں مندرجہ ذیل احادیث بھی زبردست محرک تھیں۔

۱۔ عن ابی هریرة قال وعدنا رسول الله صلی الله علیه وسلم غزوة الهند فان ادرکتها انفق فیها نفسی و مالی فان اقتل کنت من افضل الشهداء وان ارجع فانا ابو هریرة المحرر"[۲]	"حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ہندوستان میں غزوہ کا وعدہ فرمایا ہے اگر میں اس میں شریک ہوا تو اس میں اپنی جان ومال خرچ کروں گا، اگر مارا گیا تو بہترین شہید ہوں گا اور اگر زندہ واپس آگیا تو جہنم سے آزاد ابوہریرہ رہوں گا۔"

(نوٹ: حضرت ابوہریرہؓ کی ایک دوسری روایت میں "فان اقتل کنت من افضل الشهداء وان ارجع" الخ کے بجائے "وان قتلت کنت افضل الشهداء فان رجعت" الخ کے الفاظ مروی ہیں[۳])

۲۔ عن ثوبان مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم عصابتان من امتی حرزهما الله من النار عصابة تغزو الهند وعصابة تکون مع عیسی بن مریم علیهما السلام"[۴]	ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے دو گروہوں کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھا ہے، ایک وہ گروہ جو ہندوستان میں جہاد کرے گا اور دوسرا وہ گروہ جو حضرت عیسیٰ بن مریم کے ساتھ رہے گا۔

---

[۱] البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ۶ ص ۲۲۳ [۲] سنن نسائی مع تعلیقات السلفیہ ج ۲ ص ۵۶ وکذا فی البدایۃ والنہایہ لابن کثیر ج ۹ ص ۹۵ سبحۃ المرجان از غلام علی آزاد ص ۲۱ خلافت راشدہ اور ہندوستان للقاضی اطہر مبارکپوری ص ۳۶
[۳] سنن نسائی مع تعلیقات السلفیہ ج ۲ ص ۵۶ [۴] ایضاً

حضرت ثوبان سے مروی ایک دوسری حدیث میں "حوسھا" کے بجائے "احرزھا" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ اس کی تخریج امام طبرانیؒ نے "معجم الاوسط" میں کی ہے مگر طبرانیؒ کی اسناد روایت میں تابعی کا نام ساقط ہے جو بظاہر راشد بن سعد ہے۔ "اسناد کے بقیہ رجال ثقات ہیں" جیسا کہ علامہ ھیثمیؒ نے تصریح فرمائی ہے۔[۱۰]

خلافت راشدہ اور اموی دور حکومت میں اقلیم ہند پر جن عسکری کوششوں کی ابتداء ہوئی تھی وہ اگرچہ بہت منظم اور وسیع پیمانہ پر نہ تھیں مگر ان کا سلسلہ برابر جاری رہا حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات (۶۳۲ء) کے تقریباً اسی سال بعد ۹۳-۹۴ھ (بمطابق ۷۱۲ء) میں محمد بن قاسم نے علاقہ سندھ پر ایک زبردست اور کامیاب حملہ کیا۔ مورخین بیان کرتے ہیں کہ "محمد بن قاسم نواحی سیستان سے سندھ میں داخل ہوا۔ دیبل، بہنو (بہمن آباد) اور مولستان (ملتان) کو فتح کرتا ہوا شہر قنوج تک جا پہنچا۔ واپسی پر اس نے کشمیر کی حدود کو بھی پے سپر کیا تھا" محمد بن قاسم کے اس حملہ آور لشکر میں بے شمار تابعین، تبع تابعین، جلیل القدر محدثین، فضلاء اور اتقیاء شریک ہوئے تھے جن کا تذکرہ انشاء اللہ تعالیٰ آگے کیا جائے گا۔

جناب ڈاکٹر اسرار احمد اپنے مضمون "اسلام برصغیر پاک وہند" میں محمد بن قاسمؒ کے ہندوستان پر حملہ، اس کے پس منظر اور اثرات بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

> "برصغیر پاک وہند میں خورشید اسلام اولاً عین غرب یعنی مکران اور بلوچستان کے افق پر خلافت بنی امیہ کے زمانے میں اس وقت طلوع ہوا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر اسی برس بیت چکے تھے اور دور خلافت راشدہ کو ختم ہوئے بھی نصف صدی کے لگ بھگ کا عرصہ گزر چکا تھا اور اسلام کے صدر اوّل کا جوش وخروش کم ہوتے ہوتے تقریباً معدوم کے حکم میں داخل ہو چکا تھا۔ چنانچہ سرزمین ہند پر "باب الاسلام" سندھ کے راستے اسلام کا یہ ورود اوّل بھی کسی مثبت تبلیغی جذبے یا احساس فرض کا رہون منت نہ تھا بلکہ ایک وقتی اور فوری اشتعال کا نتیجہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت اسلام کی کرنیں موجودہ پاکستان کے بھی صرف نصف جنوبی کو منوّر کر کے رہ گئیں اور اس مد میں بھی جزر کے آثار فوراً ہی شروع ہو گئے اور برصغیر پاک وہند میں اسلام کی یہ آمد اوّلین نہایت محدود بھی رہی اور حد درجہ عارضی بھی۔ گویا سرزمین ہند

---

[۱۰] مجمع الزوائد للهیثمی ج ۵ ص ۲۸۲

دورِ نبویؐ اور عہد خلافت علی منہاج النبوۃ کی برکات سے تو مطلقاً محروم ہی رہی جس میں ایمان اور یقین کا کیف و سرور اور جہاد و قتال کا جوش و خروش باہم شیر و شکر تھے اور جہاد کی اصل غرض و غایت فریضہ شہادت علی الناس کی ادائیگی کا جذبہ تھا یا حصول مرتبہ شہادت کا ذوق و شوق نہ کہ ملک گیری و کشور کشائی کی ہوس یا مال غنیمت و اسباب عیش کی حرص۔ مزید محرومی یہ رہی کہ اس خالص عربی الاصل اسلام کے اثرات سے متمتع ہونے کا موقع بھی بہت ہی کم ملا جس میں دین و دنیا کی وحدت و یگانگت ابھی اس حد تک باقی تھی کہ رات کے راہب ہی دن کے شہسوار ہوتے تھے الخ [1]

ڈاکٹر صاحب کا یہ اقتباس اغلاط کا ایک مجموعہ ہے۔ اس میں کئی تاریخی حقائق اور وقائع کو مسخ کر کے پیش کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر "برصغیر پاک و ہند میں خورشید اسلام اوّلاً اس وقت طلوع ہوا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر اسّی برس بیت چکے تھے اور خلافت راشدہ ..... عرصہ گزر چکا تھا" حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ خورشید اسلام کی کرنوں نے ۱۵ھ میں ہی ہندوستان کے بعض علاقوں کو منور کرنا شروع کر دیا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ اقتباس بالا کی دوسری خلاف واقعہ بات یہ ہے کہ "اسلام کے صدر اوّل کا جوش و خروش ..... داخل ہو چکا تھا" سچ یہ ہے کہ ان مجاہدوں میں صدر اول یعنی صحابہ کرام جیسا جوش و خروش اور اسلامی جذبہ و ایثار موجود نہ ہوگا لیکن پھر بھی ان مجاہدین میں تابعین، تبع تابعین و محدثین کی ایک بڑی تعداد موجود تھی جن کے اخلاص و جذبہ و ایثار پر اس حد تک شک کرنا کہ "معدوم کے حکم میں داخل" سمجھا جانے لگے کسی طرح روا نہیں ہے۔ اقتباس کا اگلہ جملہ بھی نہایت قابل اعتراض ہے کیونکہ سندھ کے راجہ داہر کی مملکت پر محمد بن قاسم کا حملہ صرف "ایک فوری اشتعال کا نتیجہ" نہ تھا بلکہ اس کے پس پشت بھی اشاعت اسلام کا جذبہ، "غزوۂ ہند" کے سلسلے میں "افضل الشہداء" اور احراز من النار" والی بشارتیں کارفرما تھیں۔ لہٰذا اس عظیم اسلامی فتح کے متعلق یہ سوئے ظن رکھنا کہ یہ لشکر کشی محض "ملک گیری و کشور کشائی کی ہوس یا مال غنیمت و اسباب عیش کی حرص" کے زیر اثر عمل میں آئی تھی ایک بڑی جسارت ہے۔ تاریخ پر گہری نظر رکھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ فاتح

---

[1] ماہنامہ حکمت قرآن لاہور ج ۷ عدد شمارہ ۲ ص ۳۷ مجریہ ماہ فروری ۱۹۸۶ء

سندھ محمد بن قاسمؒ کے حملہ نے "موجودہ پاکستان کے صرف نصف جنوبی" حصہ کو ہی اسلام کے زیر نگیں نہیں کیا بلکہ سندھ کے علاوہ صوبہ پنجاب کے ایک وسیع علاقے کو بھی فتح کیا تھا۔ پھر "برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی یہ آمد" شمال مغربی علاقوں تک "محدود" ضرور رہی لیکن "عارضی" ہرگز نہ تھی۔ چنانچہ اہالیان ہند کو "اس خالص عربی الاصل اسلام کے اثرات" و فیوض و برکات سے متمتع ہونے کا موقع" ایک طویل زمانہ تک میسر رہا۔ یہ بھی واقعہ ہے کہ محمد بن قاسمؒ کے ہندوستان پر حملے نے اشاعت و تبلیغ اسلام کے کام کو بہت تقویت پہنچائی تھی۔ سندھ و پنجاب کے اکثر شہروں میں درس قرآن و حدیث کے عظیم مراکز و مدارس قائم ہوئے جن میں مسانید درس پر وہ جلیل القدر تابعین و تبع تابعین جلوہ افروز ہوئے جنھوں نے معرکۂ ہند میں محمد بن قاسمؒ کے ساتھ بالفعل شرکت کی تھی۔ چنانچہ مشہور مورخ بلاذری اور سندھ کی قدیم ترین عربی تاریخ "چچ نامہ" کے مؤلف بیان کرتے ہیں:

> "محمد بن قاسمؒ نے ۹۳-۹۴ھ میں ہندوستان کے دو مشہور علاقوں یعنی سندھ و پنجاب کو فتح کیا اور وہاں موسیٰ بن یعقوب الثقفیؒ کو باقاعدہ درس حدیث پر مقرر فرمایا۔"

۸۔ ایک اور تابعی، جو محمد بن قاسمؒ کے ساتھ ایک فوجی کی حیثیت سے وارد ہند ہوئے، جہاد سندھ میں حصہ لیا اور ارشادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج و تبلیغ کرتے رہے ان کا نام **ابوشیبہ** یوسف بن ابراہیم التمیمی الجوہریؒ تھا۔ اُن کو حضرت انس بن مالکؓ سے سماع حدیث کا شرف حاصل تھا۔ ابوشیبہ کے درس حدیث میں عمرو بن سلیمان، قرہ بن عیسیٰ، عبد الرحمن بن حسن، عقبہ بن خالد اور مسلم بن عقبہ جیسے عظیم محدثین اور تبع تابعین نے شرکت کی اور اپنے شیخ سے حدیث کی روایت کی[۱]

۹۔ ایک اور نامور تابعی، جنھوں نے جہاد ہند میں شرکت کی اور معرکۂ سندھ میں محمد بن قاسمؒ کے دست و بازو بنے، کا اسم گرامی زیاد بن الحواری العبدیؒ تھا۔ بعض مؤرخین نے ان کا نام زید بن الحواری العبدی اور بعض نے حواری بن زیاد العبدی بھی لکھا ہے۔ محمد بن قاسمؒ نے جس قافلہ کے ہمراہ راجہ داہر کا سر عراق بھیجا تھا اس قافلہ میں زیاد بن الحواری بھی شریک تھے۔ آپ وہ جلیل القدر تابعی ہیں جنھوں نے حضرت انس بن مالکؓ اور عبداللہ بن عمرؓ سے حدیث روایت کی ہے۔ ابوبشر جعفرؒ

---

[۱] تفصیل کے لیے دیکھیے: میزان الاعتدال فی نقد الرجال للذہبیؒ ج ۴ ص ۴۶۱، تقریب التہذیب لابن حجر ج ۲ ص ۳۷۹، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۴ ص ۳۴۰

اعمش، عبدالملک بن عمیر السبیعی، محمد بن فضل بن عطیہ، سلام الطویل اور ایوب بن موسیٰ جیسے کبار محدثین نے آپ سے علم حدیث پڑھا تھا۔ امام ابن حبانؒ نے آپ کا ذکر ثقہ راویوں میں کیا ہے۔ سندھ کے مبلغین حدیث میں آپ کا بھی شمار ہوتا ہے۔[1]

۱۰۔ انہی تابعین میں ایک نامور تابعی زائدہ بن عمیر الطائی الکوفیؒ بھی تھے۔ اُن کو حضرت عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ، جابر بن عبداللہؓ، ابوہریرہؓ اور نعمان بن بشیرؓ جیسے اکابر صحابہ سے شرف تلمذ حاصل رہا ہے۔ آپ سے حدیث کی روایت کرنے والوں میں محدث ابو اسحاق السبیعی، یونس بن ابی اسحاق اور شعبہ وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ ابن سعدؒ نے آپ کو "طبقہ ثالثہ" کے تابعین میں شمار کیا ہے۔ ابن حبانؒ نے آپ کو کتاب "الثقات" میں اور عجلیؒ نے "معرفۃ الثقات" میں ذکر کیا ہے۔ زائدہ بن عمیر الطائی بھی فتح سندھ کے موقع پر محمد بن قاسمؒ کے ہمرکاب ہو کر ہندوستان تشریف لائے اور ملتان کی طرف پیش قدمی کے وقت اسلامی لشکر میں شریک تھے۔ سندھ کے نومسلموں میں اسلامی احکام کی تعلیم و اشاعت کی ذمہ داری آپ کے سپرد تھی۔[2]

۱۱۔ انہی خوش نصیب تابعین میں ایک تابعی ابو قیس زیاد بن رباح القیسی البصری بھی تھے جنھوں نے محمد بن قاسم کے دوش بدوش جہاد سندھ میں شرکت کی اور نہایت دلیری و شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ صاحب چچ نامہ بیان کرتے ہیں:

> "محمد بن قاسمؒ نے راجہ داہر کا سر اور جہاد سندھ میں تمام حاصل شدہ مال غنیمت جن دو سپاہیوں کی حفاظت میں عراق بھیجا تھا ابو قیس اس حفاظتی دستہ کے امیر تھے الخ"

ابو قیسؒ نے حضرت ابوہریرہؓ وغیرہ سے علم حدیث حاصل کیا تھا۔ حسن بصریؒ وغیرہ نے آپ سے حدیث کی روایت کی ہے۔ امام ابن حبانؒ، عجلیؒ اور ابن حجر عسقلانیؒ وغیرہ نے اُن کو حدیث کی روایت میں ثقہ قرار دیا ہے۔ ابن حجر فرماتے ہیں کہ "آپ محدثین کے طبقہ ثالثہ سے تعلق رکھتے تھے" آپ کی مرویات سنن نسائی، صحیح مسلمؒ اور سنن ابن ماجہؒ میں وارد ہیں۔ جہاد سندھ کے دوران

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۱ ص ۶۲۲ ثقات لابن حبان [2] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: معرفۃ الثقات للعجلی ج ۱ ص ۳۶۶ الجرح و التعدیل لابن ابی حاتم ج ۳ ص ۶۱۳، تاریخ الکبیر للبخاریؒ ج ۳ ص ۴۳۱، ثقات لابن حبان ج ۴ ص ۲۶۵

ابو قیسؒ نے تبلیغ اور درس حدیث کا سلسلہ برابر جاری رکھا تھا۔[1]

پس واضح ہوا کہ اس پاک باز گروہ کا ہر فرد نہیں تو کم از کم بیشتر افراد اپنے عمل و کردار سے علم حدیث کے مبلغ ضرور تھے خواہ انھوں نے باقاعدہ مسند درس نہ سنبھالی ہو۔ ان کی زندگی کے ہر گوشہ میں اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی اشاعت کا داعیہ موجزن تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان بزرگوں سے متاثر ہو کر اہالیان ہند میں سے بہت سے غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے اور اللہ و رسول اللہ کے حلقۂ اطاعت میں شامل ہو گئے۔

جب ان اعلیٰ صفات بزرگوں کے علم و فضل بے کراں سے اسلام سے نابلد اللہ کی مخلوق جوق در جوق مسلمان ہونے لگی تو اس اہم و مبارک کام کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے اس دور سعید کے دوسرے علمائے حدیث کو یہ شوق و ولولہ پیدا ہوا کہ بلاد عرب سے اقلیم ہند کی طویل اور پُر صعوبت مسافت طے کر کے ہندوستان جائیں اور وہاں دین اسلام کی اشاعت میں پوری یکسوئی کے ساتھ منہمک و مصروف ہو سکیں چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ محمد بن قاسم کے حملہ کے بعد بھی متعدد جلیل القدر تابعین و تبع تابعین سرزمین ہند پر جلوہ افروز ہوتے رہے مثال کے طور پر :

۱۲۔ **یزید بن ابو کبشہ الشامیؒ** : جن کے والد کا نام "حیومل" تھا ایک مشہور تابعی تھے۔ آپ حجاج کے زمانہ میں امیر جنگ کے عہدہ پر فائز تھے۔ حجاج بن یوسف کی وفات کے بعد ولید بن عبد الملک نے انھیں بصرہ کے منصب ولایت پر متعین کر دیا تھا۔ امام ابن حجر عسقلانیؒ بیان کرتے ہیں کہ: "یزید بن کبشہ سلیمان بن عبد الملک کے عہد میں سندھ کے والیٔ خراج تھے اور انہی کے عہد خلافت میں آپ نے وفات پائی تھی"۔[2] مملکت کے فوجی و انتظامی امور میں سربراہی کے علاوہ آپ وقت کے ایک بلند پایہ محدث بھی تھے۔ آپ نے شرحبیل بن اوس اور حضرت ابو الدرداءؓ وغیرہ سے روایت حدیث کی سعادت پائی تھی۔ ابو بشر، حکم بن عتبہ، معاویہ بن قرہ اور ابراہیم بن عبد الرحمن وغیرہ نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔ امام بخاریؒ نے اپنی "صحیح" میں، امام حاکمؒ نے اپنی "مستدرک علی الصحیحین" میں اور امام محمد بن حسنؒ نے کتاب "الآثار" وغیرہ میں ان کی مرویات کی تخریج کی ہے۔ یزید بن ابو کبشہ حالتِ سفر میں روزہ رکھا کرتے تھے۔ امام بخاری نے اپنی "صحیح" میں

[1] تفصیل کے لیے دیکھئے : معرفۃ الثقات للعجلیؒ ج ۱ ص ۳۰۳، تقریب التہذیب لابن حجرؒ ج ۱ ص ۲۶۷، تہذیب التہذیب لابن حجرؒ ج ۳ ص ۳۶۶، تحفۃ اللطیف للسخاوی ج ۲ ص ۸۶ [2] صحیح بخاری مع فتح الباری ج ۶ ص ۱۳۶

ان کے متعلق ایک روایت یوں وارد کی ہے : " فکان یزید یصوم فی السفر" [1] مگر ہشیم عن العوام بن حوشب کی روایت، جس کی تخریج اسمٰعیلیؒ نے کی ہے، میں یہ الفاظ مروی ہیں : " وکان یزید بن ابی کبشۃ یصوم الدھر" یعنی یزید بن ابو کبشہ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔"

۹۶ھ میں یزید بن ابوکبشہ بغرض تبلیغ سندھ تشریف لائے لیکن یہاں آنے کے کچھ دن بعد ہی انتقال فرما گئے تھے۔ مزید تفصیلی حالات کے لیے ثقات لابن حبانؒ، تاریخ الکبیر للبخاریؒ اور فتح الباری لابن حجر عسقلانیؒ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۳۔ اسی دور کے ایک تابعی موسیٰ السیلانیؒ تھے جو سندھ کے رہنے والے تھے۔ آپ نے حضرت انس بن مالکؓ سے حدیث کی سماعت کی تھی اور سندھ کے علاقہ میں ہی علم حدیث کی نشر و اشاعت کے لیے اپنی زندگی وقف کردی تھی۔ حضرت انس بن مالکؓ سے موسیٰ السیلانیؒ کی ملاقات کا ذکر حافظ ابن الصلاحؒ نے اپنے مقدمہ میں اس طرح کیا ہے :

"وروینا عن شعبۃ عن موسیٰ السیلانی واثنی علیہ خیراً قال أتیت انس بن مالك فقلت ھل بقی من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أحد غیرك قال بقی ناس من الأعراب قد رأوہ فأما من صحبہ فلا۔ اسنادہ جید حدث بہ مسلم بحضرۃ ابی زرعۃ" [2]

۱۴۔ ایک اور مشہور تابعی سعید بن اسلم بن زرعہ الکلابیؒ تھے جن کا تعلق قبیلہ بنی ربیعہ بن کلاب سے تھا۔ آپ نے اپنے موالی سے حدیث کی روایت کی ہے جو بنی غفار سے تعلق رکھنے والے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے تھے۔ آپ نے باقاعدہ درسِ حدیث بھی دیا ہے۔ بکیر بن الاشج وغیرہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی ہے۔ ابن ماکولا وغیرہ کا قول ہے کہ سعید بن اسلم خراسان اور سندھ کے والی تھے۔ بعض کتب تاریخ میں مذکور ہے کہ آپ مکران کے بھی والی تھے اور وہیں آپ نے شہادت پائی تھی۔ جب تک آپ سرزمین مکران و سندھ پر مقیم رہے، درس حدیث کو اپنا اولین مقصد بنائے رکھا۔ مزید حالات کے لیے ثقات لابن حبانؒ اور تاریخ الکبیر للبخاریؒ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۵۔ اسی کاروان مبلغین کے ایک اور بزرگ تابعی حضرت ابن اُسید بن اخنس الثقفیؒ تھے۔ آپ نے اپنے والد اُسید بن اخنس الثقفیؓ، اپنے چچا مغیرہ بن اخنسؓ [3] اور بعض تابعین سے

---

[1] صحیح بخاری حوالہ مذکورہ [2] مقدمہ ابن الصلاح مع تقیید والایضاح للعراقی ص۲۵۸ [3] ترجمہ کے لیے الاصابہ فی تمیز الصحابہ لابن حجر ج ۳ ص۱۳۱۴ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث کی سماعت کی تھی۔ آپ اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے عہد میں سندھ کے والی مقرر ہوئے تھے۔ انھوں نے بھی سندھ کے علاقہ میں اشاعت حدیث کی بہت خدمت انجام دی ہے۔

۱۶۔ اشاعت اسلام کے کارواں میں شامل ایک اور بزرگ تابعی عبدالرحمٰن بن ابو زید البیلمانیؒ تھے۔ آپ کا شمار مشاہیر تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ نے کبار صحابہ میں سے حضرات عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عثمان بن عفان، امیر معاویہ، سعید بن زید، عمرو بن اوس، عمرو بن عصبہ وغیرہ رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے نافع بن جبیر اور عبدالرحمٰن الاعرج وغیرہ سے حدیث کی سماعت کی ہے۔ آپ کے دروس حدیث سے فیضیاب ہونے والے شاگردوں کی ایک طویل فہرست ہے جن میں سے زید بن اسلم، سماک بن فضل، ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن، خالد بن ابوعمران، یزید بن طلق اور آپ کے صاحبزادہ محمد بن عبدالرحمٰن البیلمانیؒ نے آپ سے حدیث کی روایت کی ہے۔ شیخین کے علاوہ دوسرے ائمہ حدیث مثلاً امام ترمذی اور امام نسائیؒ وغیرہ نے آپ کی روایات کی تخریج کی ہے۔ امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ "آپ کبار شعراء میں سے تھے"

عبدالرحمٰن بن ابوزید بیلمانی اصلاً یمن کے رہنے والے تھے اور حضرت عمر کے عہد خلافت میں ایک غلام کی حیثیت سے مدینہ لائے گئے تھے۔ بعد میں آپ نے "بیلمان" نامی مقام پر مستقل سکونت اختیار کر لی تھی، اسی نسبت سے آپ کو بیلمانی کہا جانے لگا۔ "بیلمان" سندھ اور گجرات کے علاقہ کاٹھیاواڑ کے درمیان واقع ایک قصبہ ہے جس کا اصل نام "بھیلمان" ہے، عرب مؤرخین نے "بھیلمان" کی تعریب میں اس کو "بیلمان" کر دیا ہے۔ بھیلمان کے گرد و نواح کو عبدالرحمٰن بن ابوزیدؒ نے ایک عرصہ دراز تک اپنے دروس حدیث سے فیضیاب کیا۔[1]

اب چند اتباع تابعین کے اسمائے گرامی اور ان کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

۱۔ اس کارواں کے ایک بزرگ اسرائیل بن موسیٰ البصری تھے۔ آپ ہندوستان میں علم حدیث کا درس دینے کی ہی غرض سے تشریف لائے اور ایک عرصہ دراز تک سندھ میں درس دیتے رہے۔ آپ کو امام حسن بصریؒ، ابوحازم اور ائمہ حدیث کی ایک جماعت سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ حسین الجعفی اور یحییٰ القطانؒ جیسے کبار محدثین نے آپ سے حدیث کی روایت کی ہے۔ صحیح بخاریؒ، سنن ابوداؤدؒ، جامع ترمذیؒ اور سنن نسائیؒ میں آپ کی روایات موجود ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانیؒ نے آپ کو محدثین کے طبقہ ششم کے ثقات میں شمار کیا ہے اور "نزیل الہند" لکھا ہے مگر علامہ ذہبیؒ نے مزید

[1] تفصیل کے لیے دیکھئے: فتح الباری لابن حجر ج ۱۲ ص ۲۶۲، تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۴۷۴، میزان الاعتدال للذہبی ج ۲ ص ۵۵۱، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۲ ص ۱۱۸، ثقات لابن حبان

صراحت فرماتے ہوئے آپ کو "نزیل السند" لکھا ہے۔[۱]

۲۔ اس جماعت کے دوسرے بزرگ ابو سلیمان ایوب بن یزید بن قیس بن زرارہؒ تھے۔ بعض لوگوں نے انھیں ابن ابی یزید بھی لکھا ہے۔ بعض مشہور تابعین سے آپ کو حدیث کی سماعت کا شرف حاصل تھا۔ آپ ایک عظیم المرتبت خطیب، ممتاز محدّث اور ادیب تھے، فصاحت و بلاغت میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ حجاج بن یوسف کے دور میں آپ نے ہندوستان کے بہت سے علاقوں بالخصوص پنجاب، سندھ اور مکران وغیرہ کی خوب سیاحت کی اور جہاں جہاں آپ نے قیام کیا وہاں کے لوگوں کو اپنے اخلاق و اعمال و کردار اور وسعت علم سے متاثر کئے بغیر نہ چھوڑا۔ ۸۴ھ میں حجاج بن یوسف نے اُن کو قتل کروا دیا تھا۔[۲]

۳۔ اسی قافلۂ محدثین کے ایک اور بزرگ جنھوں نے سرزمین ہند کو اپنے ورود سے سرفراز فرمایا ابو محمد رجاء بن السندیؒ تھے۔ امام ابن حجر عسقلانیؒ نے "تقریب التہذیب" میں انھیں ابو محمد رجاء السدی"[۳] لکھا ہے مگر "تہذیب التہذیب" میں انہی بزرگ کا نام "ابو محمد رجاء بن السندی" لکھا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے، واللہ اعلم۔ سندھ میں آکر مستقل سکونت اختیار کر لینے کے باعث ہی آپ "السندی" کہلائے۔ صحیح بخاری میں آپ کی مرویات موجود ہیں۔ علامہ ابن حجر نے آپ کو طبقہ دہم کے "صدوق" محدثین میں شمار کیا ہے۔ سرزمینِ سندھ میں آپ نے حدیث کی جو خدمت انجام دی اس کی تفصیل کتب میں موجود ہے۔

۴۔ اس سعید جماعت کے ایک بزرگ عبد الرحمٰن بن ابو زید بیلمانی کے فرزند محمد بن عبد الرحمٰن بیلمانیؒ بھی تھے جنھوں نے اپنے والد کے بعد سندھ کی مسند درس سنبھالی تھی۔ آپ نے اپنے والد عبد الرحمٰن بن ابو زید بیلمانی سے حدیث کی سماعت کی تھی۔ آپ سے روایت کرنے والوں میں صالح بن عبد الجبار حضرمی اور محمد بن حارث الحارثی وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ محمد بن عبد الرحمٰن بیلمانی اپنے وقت کے ایک نامور محدث تھے، سنن ابن ماجہؒ اور سنن ابو داؤدؒ میں آپ سے مروی احادیث موجود ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانیؒ نے آپ کو محدثین کے طبقۂ ہفتم میں شمار کیا ہے۔ بعض ائمہ جرح و تعدیل نے

۱؎ تفصیل کے لیے دیکھئے: تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۶۴، میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۲۰۸، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۳ ص ۲۴۳، فتح الباری لابن حجر ج ۱۳ ص ۶۵ ۲؎ تفصیل کے لیے دیکھئے، میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۲۹۵، الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ج ۱ ص ۱۳۴ ۳؎ تقریب التہذیب لابن حجر عسقلانی ج ۱ ص ۲۴۸

آپ کو ضعفاء میں شمار کیا ہے۔[1]

(۵) ہندوستان تشریف لانے والے ایک اور بزرگ محدث ربیع بن صبیح السعدی البصریؒ تھے۔ آپ خلیفہ مہدی عباسی کے عہد میں بغرض اشاعت اسلام ہندوستان آئے اور مستقلاً یہیں بس گئے۔ رامہرمزیؒ کا قول ہے کہ آپ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے حدیث کے موضوع پر پہلی مبوب کتاب تصنیف فرمائی تھی" آپ کو امام حسن بصریؒ، مجاہد اور یزید الرقاشیؒ وغیرہ سے سماعت حدیث کا شرف حاصل تھا۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابن مہدی، عاصم بن علی، آدم اور علی بن الجور جیسے کبار محدثین شامل ہیں۔ امام بخاریؒ نے معلقاً اور امام ترمذیؒ و ابن ماجہؒ نے آپ سے مروی احادیث کو قبول کیا ہے۔ شعبہؒ کا قول ہے کہ "آپ سادات المسلمین میں سے تھے" امام ابن حجر عسقلانیؒ نے انھیں محدثین کے طبقہ سابعہ میں شمار کیا ہے۔

اگرچہ ہندوستان میں آپ کی آمد کا مقصد درس و تدریس تھا لیکن آپ نے یہاں غزوۂ ہند (فتح اربد) میں شرکت کی تھی۔ چنانچہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں: "کان رجلا غزاءً" آپ نے سنہ ۱۶۰ھ میں انتقال فرمایا اور سندھ ہی میں مدفون ہوئے۔[2]

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: میزان الاعتدال للذھبی ج ۳ ص ۶۱۵، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۲ ص ۳۱۱ مجروحین لابن حبان ج ۱ ص ۲۶۴، کامل فی الضعفاء لابن عدی ج ۲ ص ۲۱۸۶، تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۱۸۲ الکشف الحثیث للحلبی ص ۳۸۶، الضعفاء والمتروکون للنسائی ترجمہ ۵۲۶، الضعفاء والمتروکون للدارقطنی ترجمہ ص ۵۴، تاریخ الکبیر للبخاری ج ۱ ص ۱۶۳، تاریخ الصغیر للبخاری ج ۱ ص ۱۰۹، ضعفاء الصغیر للبخاری ترجمہ ۳۲۹، ضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۲ ص ۱۰۱

[2] تفصیل کے لیے تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۲۴۵، میزان الاعتدال للذھبی ج ۲ ص ۴۱، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۸۲ تاریخ الخلفاء اور ابجد العلوم للنواب صدیق حسن خاں ملاحظہ فرمائیں۔

عہدِ نبوی کے غزوات وسرایا

ڈاکٹر رؤفہ اقبال صاحبہ نے اس تصنیف میں اسلام کے نظریہ جہاد پر اسلامی موقف کی بے لاگ ترجمانی کی ہے اور اس پر کیے جانے والے اعتراضات کا مسکت اور مدلل جواب دیا ہے۔

آفسٹ کی طباعت۔ صفحات ۲۴۷ قیمت ۲۵ روپئے

ملنے کا پتا: ادارۂ تحقیق و تصنیف اسلامی۔ پان والی کوٹھی۔ دودھ پور، علی گڑھ ۲۰۲۰۰۲